خانقاہ مجددی کا علمی ماحول

علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی

شعبہ نشر و اشاعت : ادارہ افکار مجددیہ جہلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خانقاہ مجددی کا پس منظر

سرہندشریف کی بنیاد رکھے جانے کے وقت سے حضرت مجددالف ثانی قدس سرہ العزیز کا گھرانا معرفت خداوندی کی نعمت عظمٰی کے ساتھ علم وفضل کی دولت سے مالا مال رہا۔ حضرت مخدوم امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے فیروز شاہ تغلق کے زمانہ میں اس شہر کی بنیاد رکھی حضرت امام ربانی مجددالف ثانی قدس سرہ السامی کے جدامجد تھے۔ آپ کے علمی اور عرفانی مقام کے اظہار کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید، خلیفہ اور امام نماز تھے۔ آپ نے علم وعرفان کی جس شمع کو اپنی زندگی میں سرہند کی زمین میں روشن کیا آپ کی اولاد نے اس کی لو کو مدہم نہ ہونے دیا ان اکابر کی کوششوں سے سرہند شہر اس شعر کا مصداق بن گیا۔

سرہند شہر مگو کہ رشکِ چین است

خلد یست بریں کہ برروئے زمین است

حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ کو مزید ترقی دی۔ آپ اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد وتلقین [1] کے مطابق پہلے ظاہری علم کی تکمیل فرمائی۔ پھر ان کے فرزند ارجمند شیخ رکن الدین سے ۹۷ھ میں

---

[1] حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ بیعت وارادت کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ظاہری علم کی ضرورت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "بے علم درویش، بے نمک طعام کی مانند ہوتا ہے"۔

سلسلہ عالیہ قادریہ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی خلافت پائی اور سرہند شریف میں اپنی خانقاہ مبارکہ کی بنیاد ڈال کر مخلوق خدا میں علم و عرفان کی دولت تقسیم فرمانے لگے۔

آپ اپنے زمانے کے علامۃ الدھر اور شیخ کامل تھے۔ بڑے بڑے علما و فضلا علم کے حصول کی خاطر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر زانوئے تلمذ تہہ کرتے نیز طالبان سلوک بھی آپ کی خدمت میں تلقین و ارشاد سے فیض یاب ہو کر کمال کے درجات پر فائز ہوتے کتب تصوف میں عوارف المعارف، فصوص الحکم وغیرہ کا درس بڑے شوق سے دیتے۔ دارا شکوہ اور دوسرے شاہزادوں کے استاد حضرت شیخ میرک رحمۃ اللہ علیہ حضرت مخدوم ہی کی خانقاہ مبارکہ سے فارغ التحصیل تھے۔ الغرض حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ مبارکہ علم و عرفان کا مجمع البحرین تھی۔

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کی ولادت اسی خانقاہ شریفہ میں ہوئی۔ اور اسی بابرکت ماحول میں پرورش پائی۔ جب سن شعور کو پہنچے تو اپنی تعلیم کا آغاز قرآن مجید کے حفظ سے کیا اور تھوڑے سے عرصہ میں اسے مکمل کر لیا۔ زاں بعد اسی خانقاہ شریفہ میں اپنے [1] والد ماجد سے اکثر و بیشتر علوم حاصل کیے [2] زاں بعد

---

[1] حضرت مجدد پاک قدس سرہ کے دیگر برادران بھی اسی خانقاہ سے علمی و عرفانی فیوض سے فیضیاب ہوئے چنانچہ حضرت باقی باللہ ایک مکتوب شریف میں تحریر فرماتے ہیں: اس بزرگ (حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی) کے کئی بھائی اور اقربا بھی ہیں جو سب کے سب صالح اور عالم ہیں ان میں سے کئی سے میری ملاقات ہوئی جو بیش قیمت جواہر ہیں اور عجیب استعداد رکھتے ہیں۔

(مکتوبات حضرت خواجہ باقی باللہ مکتوب نمبر ۶۵)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

معقولات کی کچھ مشکل کتابیں حضرت مولانا کمال کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے سیالکوٹ میں آ کر نہایت تحقیق سے پڑھیں اور حدیث کی بعض کتب حضرت مولانا یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ پڑھ کر سند حاصل کی جو حضرت شیخ حسین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور خلیفہ تھے۔ اور حرمین شریفین کے متعدد محدثین کرام کے شاگرد تھے۔ نیز حدیث مبارکہ اور دیگر بعض علوم کی سندیں حضرت قاضی بہلول بدخشی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیں۔

عمر مبارک سترہ برس تھی کہ ظاہری علوم کی تحصیل سے فارغ ہو کر اپنے والد ماجد کی خانقاہ میں آ کر مسند افادہ پر متمکن ہو گئے۔ اور ان کی زیر نگرانی تدریس علوم میں مشغول ہو گئے۔ صدہا تشنگانِ علوم مختلف ممالک سے اس خانقاہ مبارکہ میں وارد ہوتے اور اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے پر کرتے۔ دن رات حضرت مجدد الف ثانی درس و تدریس میں مشغول رہتے حلقہ درس حدیث و تفسیر بھی گرم رہتا۔ بہت سے لوگ اس بابرکت خانقاہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ اس خانقاہ شریف میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دیگر برادران بھی مصروف تدریس و افادہ رہتے ہوں

آپ کے برادر اصغر حضرت محمد اسماعیل فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جناب محمد زبیر فاروقی تحریر کرتے ہیں۔

"میرے مورث اعلیٰ حضرت شاہ محمد اسماعیل فاروقی حضرت شاہ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے چھوٹے بھائی اور شہنشاہ جہانگیر کے اتالیق تھے"۔ (معادن تواریخ ص ۴ طبع ثانی ۱۹۹۳ء کراچی)

اس سے ان کے علمی استعداد کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا و برکت سے آپ کو ایسی استعداد عطا ہوئی کہ بڑے بڑے دقیق مسائل بآسانی حل فرما لیتے اور دقیق عبارات کو حل کر کے اس پر حواشی تحریر فرما دیتے۔ علمی پختگی میں اس طرز تعلیم کو بہت بڑا دخل ہے جیسا کہ اصحاب علم سے مخفی نہیں ہے۔

گے لیکن ان کے بارے میں فی الحال معلومات میسر نہیں ہیں۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کا اکبر آباد (آگرہ) میں ورود

تحصیل علم سے فراغت کے کچھ عرصہ ہی بعد عین شباب کے زمانہ میں اکبر کے دار الحکومت اکبر آباد (آگرہ) کے علما کی شہرت سن کر حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے آگرہ کا قصد فرمایا۔ ورودِ آگرہ کے چند روز بعد ہی آپ کے علم وفضل کی شہرت عام ہوگئی۔ بڑے بڑے علماء حدیث وتفسیر کی سندیں حاصل کرنے کے لئے آپ کی شاگردی کو اپنے لئے فخر خیال کرنے لگے۔ علماء ومشائخ سے بڑھ کر آپ کی شہرت امراء اراکین سلطنت اور دربار شاہی میں پہنچی تو ابوالفضل اور فیضی جو دربار اکبری کے سب سے بڑے عالم تھے وہ بھی آپ سے ملاقات کی تمنا کرنے لگے۔ ابتداء میں یہ ملاقاتیں دوستانہ ماحول میں ہوئیں ہیں اور تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن جب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بدعقیدگی کو ملاحظہ فرمایا تو ان کو برسر مجلس ٹوک کر کنارہ کشی اختیار فرمالی۔

آگرہ قیام کے دوران فیضی کو اپنی تفسیر بے نقط کی تالیف کے سلسلہ میں ایک مقام پر سخت مشکل کا سامنا ہوا بے نقط عبارت کسی طرح سے موقع کی مناسبت سے بن نہ سکی آپ کی خدمت میں رجوع کیا اور اس مشکل کی حل کے لئے عرض کی آپ نے قلم برداشتہ اس مقام کے مناسب عبارت تحریر فرمادی۔

آگرہ میں قیام کو کچھ عرصہ ہی گذرا تھا کہ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا دل اپنے لخت جگر سے جدائی پر اداس ہوگیا اور بے اختیار انہوں نے آگرہ کی راہ لی تاکہ اپنے

نور چشم کو واپس سرہند آنے پر آمادہ کر سکیں۔

آگرہ سے واپسی اور خانقاہ مجددی کی تعمیر

والد ماجد کے اصرار پر آپ نے آگرہ سے واپسی کا سفر اختیار فرمایا اثنائے راہ تھانیسر کے ایک امیر کبیر اور خداشناس بزرگ حضرت شیخ سلطان تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کے رشتہ کی پیش کش کی۔ باپ بیٹا دونوں نے اس پیش کش کو قبول فرما لیا اور یہ نکاح مسنون منعقد ہو گیا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز اپنی اہلیہ سمیت والد ماجد کے ہمراہ واپس سرہند پہنچے تو والد ماجد کی حویلی کے علاوہ ایک اور قطعہ اراضی پر ایک نئی حویلی تعمیر کی۔ اس حویلی کے ساتھ ایک مسجد بھی تعمیر کرائی۔ اب حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اس نئی حویلی میں اقامت اختیار کر لی اور اسی احاطہ میں اب بھی آپ کا مزار اقدس ہے۔ پرانی حویلی میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے برادران اور ان کی اولاد رہتے تھے اور نئی حویلی میں آپ کی اولاد قیام پذیر رہی۔

خانقاہ مجددی کا علمی ماحول

خانقاہ مجددی کا عرفانی ماحول شہرہ آفاق ہے اس کے بارے میں کچھ عرض کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ ہاں اتنا کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے زمانہ اقدس سے صدہا برس پہلے سے لے کر آج تک پوری روئے زمین پر اس خانقاہ عالی جیسا روحانی ماحول نہ کہیں تھا اور نہ ہوا۔ وہ ماحول اپنی مثال آپ تھا۔ کم از کم ہزارہ دوم کے لئے وہ خانقاہ معلّٰی ہر اعتبار سے مابعد تمام خانقاہوں اور روحانی مراکز کے لئے مینارہ نور کی حیثیت کی حامل ہے۔

حضرت مجدد پاک قدس سرہ السامی کو خود اس حقیقت کا احساس تھا۔ چناں چہ وہ اپنے برادر حقیقی کو روحانیت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے تحریر فرماتے ہیں۔

اے برادر! ایں نوع اجتماع اہل اللہ ایں قسم جمعیت للہ و فی اللہ کہ امروز در سرہند میسر است اگر گرد عالم گردید معلوم نیست کہ عشر عشیر ایں دولت پیدا آرید وشمہ ازیں ماجرا حاصل کنید وشما ایں چنیں دولت رافعت از دست داد ید واز جواہر نفیس بجوز و مویز در رنگ طفلاں اکتفا نمودید۔

مصرعہ

شرمت بادا ہزار شرمت بادا۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۲۶)

ترجمہ: اے بھائی! اہل اللہ کا اس طرح اکٹھا ہونا اور اس طرح للہ فی اللہ کی جمعیت جو آج سرہند میں میسر ہے اگر تمام جہاں کے گرد پھرو تو بھی معلوم نہیں کہ اس دولت کا سواں حصہ بھی کہیں پا سکو اور اس ماجرا اور کیفیت کا کچھ حاصل کر سکو تم نے اس دولت کو مفت ہاتھ سے کھو دیا اور قیمتی موتیوں کو چھوڑ کر بچوں کی طرح جوز و مویز پر کفایت کی۔

مصرعہ

ہزار شرم و حیا کی بات ہے تیرے لئے۔ (ترجمہ مکتوبات از مولانا عالم الدین)

ابتداء میں اس نئی حویلی کے متصل مسجد شریف اور اس کے ملحقات صرف ایک دار العلوم کی حیثیت کے حامل تھے۔ خانقاہ کی حیثیت اسکو اس وقت حاصل ہوئی جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت میں رہ کر روحانی تکمیل کے مدارج طے کر کے خلافت مطلقہ عامہ کا تاج پہنا

۔پھر یہی مسجد اوراس کے ملحقات جہاں پہلے صرف طالب علموں کی رہائش ہوا کرتی تھی۔طالبانِ راہ طریقت کا مسکن بھی قرار پائی۔حضرت مجدد پاک اس پورے نظام کے مہتمم وناظم تھے۔جس طرح آپ کے روحانی مدارج کے ارفع واعلیٰ ہونے میں دو آرانہیں ہیں اسی طرح علمی مقام کے اعتبار سے بھی آپ اپنے ہم عصروں سے فائق وبرتر تھے۔تفسیر بیضاوی، صحیح بخاری، مشکوہ، ہدایہ، شرح مواقف، حاشیہ عضدی، بزدوی اور عوارف المعارف وغیرہ، منتہی کتب کی آپ تدریس فرمایا کرتے تھے۔ مکتوبات مبارکہ اور دوسری کتُب جہاں آپ کی روحانی سربلندی اور عروج کی شاہد ہیں وہیں آپ کی اعلیٰ علمی استعداد پر بھی دلالت کرتی ہیں۔آپکے پیرومرشد آپ کے علم وعمل کے عالی درجات کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

شیخ احمد نام کے ایک بزرگ سرہند سے میرے پاس آئے ہیں کثیر العلم اور قوی العمل ہیں۔[1]

حضرت مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے شرح مواقف ،تفسیر بیضاوی اور حاشیہ عضدی کتب پڑھیں ۔حضرت شیخ بدیع الدین سہارن پوری نے آپ سے کتاب تلویح کا درس لیا۔شیخ احمد دیبنی بھی آپ کے شاگردوں سے تھے۔یہ تینوں حضرات آپ کی خلافت سے سرفراز بھی ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزندان گرامی کی تعلیم کی طرف بھی خصوصی توجہ دی۔کئی ایک کو اعلیٰ پایہ کی درسی کتابیں خود پڑھائیں۔

تدریسی مشق اوراس میں دل چسپی کے باعث حضرت مجدد پاک قدس سرہ

[1] مکتوبات حضرت خواجہ باقی باللہ مکتوب نمبر ۶۵

العزیز کے مزاج مبارک میں اس کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے اپنے فرزند حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے سلوک طریقت کی سرعت کو ایک روز اپنے خاص اصحاب سے یوں فرمایا

اقتباس محمد معصوم نسبت ہائے مارا یومافیوما بصاحب شرح وقایہ می ماند کہ در حفظ و تعلیم وقایہ از جد بزرگوارش چناں کہ خود در عنوان آں کتاب آوردہ الفھا ابی جدی الوقایہ سبقا سبقا و کنت اجری فی میدان حفظھا طلقا طلقا حتی اتفق اتمام تالیفہ مع تمام حفظی ۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۱۷)

ترجمہ: میرے فرزند محمد معصوم کا یوما فیوما ہماری نسبتوں کا حاصل کرنا شرح وقایہ والے کی طرح ہے جیسا کہ انہوں نے کتاب کے خطبہ میں لکھا ہے کہ میرے دادا کتاب وقایہ کو ایک ایک سبق کی مقدار تالیف کرتے جاتے اور میں ساتھ ہی ساتھ اس کو حفظ کرتا جاتا یہاں تک کہ کتاب کی تکمیل کے ساتھ میرا حفظ بھی مکمل ہو گیا۔

آپ کے زمانہ کے جید اور عمر رسیدہ عالم دین مولانا جمال الدین تلوی رحمۃ اللہ علیہ تھے فیضی اپنی تفسیر سواطع الالہام کی تالیف میں ان سے رہنمائی حاصل کیا کرتا تھا۔ ملا بدایونی نے ان کی علمی استعداد کو یوں عقیدت کے پھول پیش کیے ہیں۔

چیست بحث علم گرتا فرق فرقدی رود

ذکر مولانا جمال الدین محمد می رود

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور یہ بزرگ ایک مجلس میں اکٹھے ہوئے مجلس برخاست ہونے پر انہوں نے حضرت مجدد پاک قدس سرہ کے نعلین

مبارک اٹھائے سینے سے لگائے اور بوقت رخصت پہننے کے لئے پیش کئے۔

اس خانقاہ عرش پناہ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی زیر سرپرستی استاد العلماء والمشائخ حضرت مولانا محمد طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر شہزادگان اور خلفائے کرام مختلف کتب کی تدریس فرمایا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی بلند علمی استعداد کو حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

فرزندی مرحومی آیتے بود از آیات حق جل وعلا واز رحمتہائے رب العالمین دریں بست وچہار سالگی آں یافت کہ کسے کم یافت پایہ مولویت وتدریس علوم نقلیہ وعقلیہ رابحد کمال اسانیدہ بود حتیٰ کہ رسانیدہ تلاندہ ایشاں بیضاوی وشرح مواقف وامثال انہارابقدرت تمام درس دارند۔

ترجمہ: میرا فرزند مرحوم حق تعالیٰ کی آیات میں سے ایک آیت اور رب العالمین کی رحمتوں میں سے ایک رحمت تھا چوبیس برس کی عمر میں اس نے وہ کچھ پایا کہ شاید ہی کسی کے نصیب ہو پایہ مولویت اور علوم نقلیہ اور عقلیہ کی تدریس کو حد کمال تک پہنچایا تھا حتیٰ کہ اس کے شاگرد بیضاوی اور شرح مواقف کے پڑھانے میں اعلیٰ قدرت رکھتے ہیں۔ (دفتر اول مکتوب ۳۰۶)

حضرت مولانا خواجہ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ایں حقیر جامع ایں کتاب حضرات القدس مطول با حاشیہ میر وشرح عقائد با حاشیہ خیالی، وتحریر اقلیدس وشرح مطالع با حاشیہ میر بخدمت آں مخدوم ومخدوم زادہ

گذرانند

(حضرات القدس دفتر اول ص ۲۲۳)

اس حقیر نے مطول مع حاشیہ میر، شرح عقائد مع حاشیہ خیالی، تحریر اقلیدس اور شرح مطالع مع حاشیہ میر حضرت مجدد اور مخدوم زادہ (حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں پڑھیں۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۴۲ اردو ترجمہ)

نیز انہوں نے فرمایا:

آں مخدوم زادہ درکنہ سخن بغایت دوری رفتند وسخن رابطالب کثیرہ می بردند، وقتہائے غیر مکرر زادہ طبع جید وسلیم خویش می نمودند وگاہ برحاشیہ کتاب آں را تعلیق می فرمودند۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۴۲)

ترجمہ: وہ مخدوم زادہ تشریح میں بہت دور تک جاتے تھے اور مختلف مطالب بیان کرتے تھے اور اپنی سلیم اور نکتہ رس طبیعت سے بڑی باریکیاں پیدا کرتے تھے اور کبھی کبھی کتابوں پر حاشیہ بھی تحریر فرماتے تھے۔

(حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۴۲، ۲۴۳ اردو ترجمہ)

انہی کی علمی استعداد کے بارے میں لکھتے ہیں۔

روزے بصحبت یکے از فحول علمائے شیراز کہ ہندوستان آمدہ بود ودر معقولات نظیر نداشت رسیدہ، مشکلات چند از دقائق علوم عقلیہ خاصہ خود درمیان آوردند۔ آں فاضل شیرازی تسلیم نمودہ زبان بمدح آں مخدوم زادہ کشود، فرمود کہ مارا ایں گماں نبود کہ درہند کسے باشد کہ قوت ادراک علوم عقلیہ داشتہ باشد فکیف کہ براں ابحاث لایدفع ایجاد وایراد نماید۔ اماچوں ایں جوان را دیدم یقین حاصل شد کہ

دریں ملک ہم ایں قسم فضلا پیدا می شود۔

(حضرات القدس۔دفتر دوم ص ۲۲۴)

ترجمہ: ایک دن بہت بڑا عالم شیراز سے ہندوستان آیا وہ معقولات میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا اس سے آپ نے علوم عقلیہ کے وقائق میں چند مشکلات کا ذکر کیا۔ وہ بہت متاثر ہوا اور آپ کی بڑی تعریف کی اور کہا مجھے یہ گمان نہ تھا کہ ہندوستان میں کوئی عالم ایسا ہے جو علوم عقلیہ کے ادراک کی اس قدر صلاحیت رکھتا ہو اور پھر اس کی لاجواب بحثوں میں اس قدر ندرت اور مہارت رکھتا ہو لیکن جب میں نے اس جوان کو دیکھا تو مجھے یقین آیا کہ اس ملک میں بھی ایسے فضلا موجود ہیں۔ (ایضہ۔ص ۲۴۳)

حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے اسی خانقاہ مبارکہ میں اپنے والد بزرگوار، اپنے برادر بزرگ اور حضرت مولانا محمد طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہم سے علوم عقلی و نقلی میں مہارت تامہ حاصل کی۔ سترہ اٹھارہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی فرماتے ہیں۔

ازاں وقت تا حال کتب علوم دقیقہ راازمعقول و منقول بمہارت تمام درس می فرمایند و بر بعض کتب معتبرہ تعلیقات و حواشی زیبا رقم فرمودند ازاں جملہ است تعلیقات مشکوۃ المصابیح کہ دراں تحقیق صحت و قوت آں احادیث کہ ماخذ ائمہ حنفیہ است غایۃ سعی مبذول داشتہ اند بعضے علما کہ مطالعہ نمودند بغایۃ پسندیدہ زبان ثنا و دعائے ایشاں کشودند۔ (زبدۃ المقامات ۳۰۹، ۳۱۰)

ترجمہ: علوم درسیہ کی تحصیل سے فراغت کے زمانہ سے لے کر اب تک

معقول ومنقول کے مشکل علوم کی کتابوں کا درس پوری مہارت سے دے رہے ہیں۔ بعض کتابوں پر خوبصورت حواشی اور تعلیقات رقم فرمائی ہیں۔ ان میں سے مشکوۃ المصابیح کی تعلیقات بھی ہیں کہ ان تعلیقات میں تحقیق کے ساتھ ان احادیث کی صحت اور قوت ثابت کرنے جانب انتہائی کوشش فرمائی ہے جو ائمہ حنفیہ کا ماخذ ہیں۔ بعض علماء جنہوں نے ان کا مطالعہ کیا ہے ان کو بہت پسند کیا ہے اور حضرت ایشاں کے حق میں دعا اور ثنا کی زبان وا کی ہے۔[1]

آپ شرح حکمۃ العین، عضدی اور بیضاوی جیسی مشکل کتابوں کا درس دیا کرتے تھے۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۳۴) نماز چاشت سے فارغ ہو کر قریب بہ زوال آفتاب اور نماز ظہر کے بعد تلاوت قرآن مجید سے فراغت سے لے کر نماز عصر کے وقت تک آپ ان کتب کا درس دیا کرتے تھے۔

(حضرات القدس۔ دفتر دوم ص ۲۳۸)

ان کی مہارت علمی کے بارے میں ملا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ یوں لکھا ہے۔

یکے از علما از ایشان مسئلہ مشکلہ کہ بہ اصول فقہ تعلق داشت پرسید ایشان رادر نمایۃ تنقیح بیان فرمودند و آں عالم سر بگوش راقم آورد گفت ہیچ دانستہ کہ مخدوم زادہ تو در مہارت علمی امروز نظیر خود ندارد۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۱۰)

ترجمہ: ایک عالم نے آپ سے اصول فقہ سے متعلق ایک مشکل مسئلہ

---

[1] آپ نے خیالی پر نہایت متین حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔ اور اپنی مخصوص ابحاث اس میں درج فرمائی ہیں۔ حضرات القدس۔ دفتر دوم ص ۲۳۴، ۲۳۵

دریافت کیا آپ نے انتہائی تنقیح کے ساتھ اس کا حل بیان فرمایا اس عالم نے اپنا سر میرے کانوں کے پاس لا کر کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے مخدوم زادہ کی مہارت علمی میں آج کوئی نظیر نہیں ہے۔

مناظرہ میں مہارت کی بابت ایک واقعہ انہی کے قلم سے ملاحظہ ہو۔

شبے در بلدۂ لاہور یکے از اکابر وقت مجلس عظیم برپا کردہ بود۔ وعلماء ومشائخ آں بلدہ ونیز اکابر نزیل آں را دعوت نمودہ بود۔ دراں محفل بتقریب سجدہ تحیت وسجدہ عبادت وقائق علوم درمیان افتاد، حضرت مخدوم زاہ با برادر عزیز خود یک جانب بود وجماعت کثیر از فحول علما یک جانب سخن را از ہر علم تقریبا بدرجات عالیہ رسانیدند، طلبۂ علم از قوت علمیہ ایں دو برادر در تحیر رفتند واہل مجلس بنظارہ درآمدند وبرخے کہ بہ خصوص مشار الیہما رانمی شناختند می پرسیدند کہ ایں دو عزیز کیانند چوں می شنودند کہ فرزندان گرامی حضرت ایشاں اندمی گفتند آرے ازاں صدف ولدیت ایں قسم درہدایت بظہور نیاید۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۱۰)

ترجمہ: ایک رات لاہور شہر میں ایک بزرگ نے ایک عظیم مجلس منعقد کی اس شہر اور اس میں وارد علما ومشائخ کو اس میں مدعو کیا۔ اس محفل میں سجدہ تعظیمی اور سجدہ عبادت کے بارے میں مختلف علوم کے دقائق سے بحث ہونے لگی۔ مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد سعید اور اپنے برادرِ عزیز کے ہمراہ ایک جانب تھے اور علمائے فحول کی ایک بڑی جماعت دوسری طرف۔ تقریباً ہر علم سے بحث کو انہوں نے بلند مقامات پہنچایا۔ طلبائے علم ان دونوں برادران کی قوت علمیہ سے حیران رہ گئے۔ اور اہل مجلس نظارہ کرنے لگے۔ کچھ حاضرین جوان دونوں کو نہیں پہنچانتے تھے وہ پوچھنے لگے یہ دو

عزیز کون ہیں۔ جب انہوں نے سنا حضرت ایشاں کے فرزندان گرامی قدر ہیں تو یوں کہنے لگے۔ہاں کیا اس صدف ولایت سے اس قسم کے ہدایت کے موتی ظہور پذیر نہ ہوں گے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تشہید میں شہادت انگشت کے عدم رفع کے بارے میں ایک رسالہ [1] تحریر فرمایا جسکو ملاحظہ کر کے وہ علماء جو اس کا اثبات کرتے تھے حیران رہ گئے۔

حضرت مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

قرآن مجید را بسند عالی تجوید نمودہ اند۔ ودر حدیث نبوی سند جید دارند۔ ودر فقاہت دستگاہ قصوی (حضرات القدس۔دفتر دوم ص ۲۳۵)

ترجمہ: قرآن پاک بھی آپ نے سند تجوید کے ساتھ پڑھا ہے اور حدیث نبوی (ﷺ) میں سند جید رکھتے ہیں۔اسی طرح فقہ میں بھی کامل دستگاہ حاصل ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کو ان کی تحقیقات پر وثوق تھا۔ چناں چہ آپ کو کسی مسئلہ میں تحقیق مقصود ہوتی اور کتابوں کی ورق گردانی کے لئے وقت نہ ہوتا تو آپ سے دریافت فرمالیا کرتے تھے۔ (حضرات القدس، دفتر دوم ص ۲۳۵)

جب کبھی آپ کسی موقع پر شہنشاہ ہند شاہ جہاں کے دربار میں تشریف لاتے تو بادشاہ پوری محفل میں صرف آپ سے اپنے لئے مسائل دریافت کیا کرتا۔

---

[1] اس رسالہ کا ذکر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے مکتوبات میں بھی فرمایا ہے۔ملاحظہ ہو مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۳۱۲

اگر چہ دربار میں علماو فضلا بکثرت موجود رہتے تھے۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۳۵)

وزیر آصف جاہ جو علوم عقلیہ میں خاصی مہارت کا حامل تھا، نے ایک مرتبہ بعض قوی اور نا قابل حل مشکل سوالات کا جواب آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے فی البدیہہ انتہائی زیرکی کے ساتھ اس کی تسلی و تشفی فرمادی۔ اس پر وہ شاہجہاں بادشاہ کے پاس جا کر کہنے لگا شیخ محمد سعید جو حضرت مجدد الف ثانی کے صاحبزادہ ہیں علم میں انکے ہم پلہ ہیں۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۳۵)

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے سولہ سال کی عمر میں علوم متداولہ کی تحصیل سے فراغت حاصل کر لی [۱]۔ اس کے بعد درس و تدریس اور افادہ طلبہ میں مشغول رہنے لگے۔ لیکن بقول مولانا بدرالدین سرہندی حال کا معاملہ قال پر غالب تھا۔ [۲] لیکن اس کے باوجود اکثر اوقات ظہر کے حلقے کے بعد کتب متداولہ مثلاً بیضاوی، عضدی، تلویح، مشکوہ اور ہدایہ کا درس دیتے تھے۔ ایک دو سبق نہایت تدقیق اور متانت کے ساتھ تعلیم فرماتے۔ [۳]

حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت و تلمذ میں صدہا علمائے کبار تھے وہ بھی اس خانقاہ میں وقتاً فوقتاً عرصہ دراز تک قیام پذیر رہتے۔ جن میں

۱۔ آپ نے شرح مواقف حضرت مجدد پاک قدس سرہ العزیز سے پڑھی ملاحظہ ہو مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۶۶۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے علاوہ آپ کے اساتذہ گرامی ہیں۔ حضرت شیخ مولانا محمد طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا اخوند سجاول (مولف شرح وقایہ فارسی) اور مولانا بدرالدین سلطانپوری شامل ہیں۔ حرمین شریفین قیام کے دوران اپنے خلیفہ مولانا سید زین الدین محمد محدث مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے سند حدیث حاصل کی۔ انوار معصومیہ ص ۴۳۔

۲۔ حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۸۲ اردو ترجمہ ۳۔ ایضاً ص ۲۸۳

حضرت میر نعمان اکبر آبادی، شیخ حمید بنگالی، مولانا فرخ حسین، مولانا عبدالہادی بدایونی، مولانا امان اللہ لاہور، مولانا محمد صادق کابلی، مولانا محمد ہاشم کشمی، مولانا حمید الدین احمد آبادی، مولانا غازی گجراتی، خواجہ محمد صدیق، شیخ عبدالقادر انبالوی، مولانا بدرالدین سرہندی، مولانا محمد یوسف سمرقندی مولانا عبدالغفور سمرقندی، مولانا محمد صالح کولابی، مولانا یار محمد قدیم، مولانا یار محمد جدید، مولانا قاسم علی، مولانا صفر احمد رومی، شیخ عبدالعزیز نحوی مغربی، شیخ علی محقق مالکی، شیخ زین العابدین، شیخ علی طبری شافعی مکی، شیخ احمد استانبولی، فقیہ عثمان یمنی شافعی، سید مبارک شاہ بخاری، مولانا حسن بخاری، قاضی تولک بخاری، شیخ عیسیٰ محدث مغربی، شیخ محمد مدنی رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔

ظاہر ہے کہ جہاں اس قدر انتخاب روزگار اصحاب کمال جمع ہوں وہاں لوگوں کے دل خود بخود کھنچے چلے آتے ہیں۔ خانقاہ مجددی کا بھی یہی حال تھا۔ لوگ اپنی روحانی پیاس اور علمی تشنگی بجھانے کے لئے جوق در جوق اُمڈے چلے آتے تھے۔ مخلوق کے اس رجوع کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز خود اپنے حقیقی بھائی حضرت شیخ محمد مودود رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرماتے ہیں۔

اے بھائی! لوگ دور دور سے دنیاوی اسباب کو چھوڑ کر مور و ملخ کی طرح آرہے ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۲۶)